حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

مفتی احسان الحق اخونزادہ
فاضل ومتخصص جامعہ، استاذ: مدرسہ اشرف العلوم، گلستان جوہر

برکۃ العصر، قطب الاقطاب، شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہٗ العزیز کی ذات سے کون ناواقف ہوگا۔ ان کی مایۂ ناز تصنیف ''فضائلِ اعمال'' دنیا کے چپے چپے میں پڑھی جاتی ہے، سنائی جاتی ہے اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوچکے ہیں۔ یہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص ہی کا نتیجہ ہے۔ موصوف کی اس کے علاوہ بہت سی کتب ہیں، خصوصاً ''أوجز المسالک''، ''بذل المجهود''، ''خصائلِ نبوی شرح شمائلِ ترمذی'' وغیرہ شروحِ حدیث میں نہایت اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ اسی طرح ان کی تقریرِ بخاری جو مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری کی جمع کردہ ہے، بہت پرمغز شرح ہے۔ اساتذہ فرمایا کرتے ہیں کہ: ''تم کوئی شرح دیکھو یا نہ دیکھو، تقریرِ بخاری ضرور دیکھا کرو۔'' اور اکثر علماء اس تقریرِ بخاری کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اسی تقریرِ بخاری میں ''کتاب العلم'' میں حضرت قدس سرہٗ نے کہیں درس کے دوران علم، طلبِ علم اور طلبہ کے متعلق (اپنے یا منقول) فوائد بیان کیے، کہیں نصائح کیں، تو راقم نے حسبِ استطاعت کوشش کی کہ اُنہیں یکجا کردیا جائے، تاکہ اس سے دورہ حدیث کے طلبہ کے علاوہ دوسرے طلبہ بھی مستفید ہوسکیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا:

☆... ''معلم کو چاہیے کہ علمی بات کو نہایت ڈٹ کر اور زور وشور سے کہے۔''(۱)

☆... ''استاذ کو چاہیے کہ وہ شاگردوں کا امتحان لیتا رہے اور ان سے پوچھتا رہے۔''(۲)

فرمایا: ''استاذ اگر تشحیذِ اذہان کے طور پر کوئی مسئلہ طلبہ کے سامنے پیش کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔''(۳)

☆... ''اگر کوئی مسئلہ مفتی سے دریافت کرنا ہو تو توڑ موڑ کر غلط کرکے پوچھے، یہ البتہ ناجائز ہے۔''(۴)

☆... ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ سے مل کر بیٹھتے تھے، کوئی امتیاز نہیں فرماتے تھے، یہی ہمارے مشائخ کا طریقہ تھا، اس زمانہ کی طرح نہیں کہ ممتاز جگہ پر بیٹھیں۔''(۵)

☆... ''اگر استاذ کی مجلس میں مجمع زیادہ ہو تو جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائے اور اگر قریب

بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے سے آیا کرے۔ اور اگر پہلے ہی بیٹھنے والے اس طرح بیٹھے ہوں کہ اگلی صف میں یا بیچ میں جگہ خالی ہو تو پھاند کر آگے جا سکتا ہے، اگرچہ تخطیِ رقاب سے منع کیا گیا ہے، مگر یہ اس لیے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں ہی نے خود بے تمیزی کی کہ آگے جگہ چھوڑ دی۔ اور بھائی یہی حال صفوف کا ہے کہ اگر لوگ اگلی صف میں جگہ چھوڑ کر بیٹھیں تو آنے والے کو جائز ہے کہ ان کو پھاند کر خالی جگہ میں جا کر بیٹھ جائے کہ انہوں نے خود کو ذلیل کیا، کیوں نہیں آگے جا کر بیٹھے۔‘‘(۶)

☆... ’’اگر کوئی شخص معانیِ حدیث کو نہ سمجھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ ان کو محفوظ کرلے اور پھر دوسروں کو سمجھا دے، ممکن ہے کہ کوئی اس کے شاگردوں میں اس سے زیادہ سمجھ دار ہو اور ان میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ وغیرہما جیسے مجتہدین ہوں اور وہ ان احادیث کو سن کر ان سے مسائل کا استنباط کریں۔‘‘(۷)

☆... ’’اگر کوئی طالب علم بڑا فہیم و ذکی ہو اور استاذ اس جیسا نہ ہو تو اس کو استاذ سے استنکاف فی طلب العلم نہ کرنا چاہیے کہ میں تو اتنا بڑا فہیم اور یہ ایسا؟ بھلا میں اس سے علم حاصل کروں؟‘‘(۸)

☆... ’’امام بخاریؒ کا مقولہ اوجز میں مَیں نے نقل کیا ہے کہ: أربع في أربع عن أربع علی أربع الخ ‘‘ یہ سولہ (۱۶) چوکڑے ہیں اور انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ: آدمی اس وقت تک محدث نہیں ہو سکتا جب تک کہ علم اپنے بڑے اور ساتھی اور چھوٹے اور کتابوں سے حاصل نہ کرے۔‘‘(۹)

☆... ’’آدمی پہلے علم حاصل کرے، پھر عمل کا درجہ ہے، کیوں کہ زمانۂ علم میں تعلم میں مشغولیت ہوتی ہے عمل نہیں کر سکتا، تو یہ عمل نہ کرنا اس وعید میں داخل نہیں۔‘‘(۱۰)

☆... ’’جیسے مالِ وراثت بغیر عمل کے حاصل ہوتا ہے، اسی طرح علم بھی بغیر عمل کے حاصل ہو سکتا ہے۔‘‘(۱۱)

☆... ’’علم کو اس وجہ سے نہ چھوڑا جائے کہ عمل نہیں ہوگا، بلکہ اگر علم کے بعد خشیت کسی وقت حاصل ہو جائے تو یہ بھی فائدہ دے گی۔‘‘(۱۲)

☆... ’’علم، تعلّم سے حاصل ہوگا، مطالعہ سے حاصل نہیں ہوگا۔ یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب و شروح کو دیکھ کر بغیر استاذ سے پڑھے علم حاصل ہو سکتا ہے۔‘‘(۱۳)

☆... ’’علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ جو باقاعدہ تعلیم یافتہ نہ ہو تو وہ صرف کتابیں دیکھ کر فتویٰ نہ دے۔‘‘(۱۴)

☆... ’’علم تو ضرور حاصل کرنا چاہیے، مگر ایسا طریقہ اختیار کرے کہ ’مفضي إلی الملال ‘‘ اور موجبِ نفرت نہ ہو، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہر چیز کے اوقات مقرر تھے، اس لیے کہ ہر وقت ایک ہی کام کرنے سے دل اُکتا جاتا ہے۔‘‘(۱۵)

☆... ’’اگر کوئی شخص وعظ و تبلیغ کے لیے کوئی خاص دن مقرر کرلے تو اس میں کوئی مضائقہ

نہیں، جائز ہے اور اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ بدعت میں تعیین کے ساتھ ساتھ اس تعیین میں ہی ثواب سمجھا جاتا ہے اور یہ کہ اس دن نہ ہو تو پھر کوئی ثواب نہیں ملے گا، ایسے ہی چہلم وغیرہ بدعت ہے، کیوں کہ عوام کالانعام اس تعیین سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس دن یا اس وقت میں کوئی خاص ثواب ہے۔ اسی وجہ سے وہ ان اوقات کو تبدیل نہیں کرتے۔ قاعدۂ طبعی یہ ہے کہ ایک چیز سے طبیعت اُکتا جاتی ہے، اسی لیے مشائخ درس میں مختلف کتابیں ایک ایک دن میں رکھتے ہیں، تاکہ تنفّر نہ پیدا ہو، البتہ میرا تو جی رمضان میں قرآن سے نہیں اُکتاتا، یہ میرے نزدیک مستثنیٰ ہے۔‘‘(۱۶)

☆... ’’(علم) عطاء فرمانا تو اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، تم اپنی کوشش جاری رکھو اور اس کے حاصل کرنے کے لیے دعا کرتے رہو۔ خود حضور ﷺ کا اپنے بارے میں ارشاد ہے: ’’إنما أنا قاسم‘‘ کہ: میں تو صرف تقسیم کا حق دار ہوں، ورنہ اصل عطا فرمانے والا تو خدا ہے، لہٰذا محض اپنی محنت پر اعتماد نہ کرے، بہت سے محنتی کچھ نہ کرسکے اور بہت سے محنت نہ کرنے والوں کو بہت کچھ مل گیا۔‘‘(۱۷)

☆... ’’اگرچہ عطا فرمانے والے صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور کوئی نہیں، لیکن صرف اس پر اعتماد کرکے نہ بیٹھو، بلکہ اپنی کوشش اور فہم سے کام لینا بھی ضروری ہے۔‘‘(۱۸)

☆... ’’طالب علم کو مطالعہ کرنا چاہیے اور قوتِ مطالعہ بڑھانی چاہیے۔‘‘(۱۹)

☆... ’’مطالعہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر علم کی مناسبات کو دیکھے اور غور کرے اور مطالعہ کرتے وقت اوپر نیچے سب طرف نظر رکھے۔‘‘(۲۰)

☆... ’’علم میں رشک کرنا چاہیے اپنے سے اونچے والوں پر، تو گویا قابل رشک علم وحکمت ہے، نہ کہ دنیا کی چیزیں۔ یہ نہیں کہ فلاں کا کرتہ اچھا ہے اور میرا نہیں، بلکہ علم وحکمت قابل غبطہ ورشک ہیں۔‘‘(۲۱)

☆... ’’بڑے اور سردار بننے سے پہلے فقاہت حاصل کرلو، اس لیے کہ بڑے ہونے کے بعد علم جلدی نہیں حاصل ہوسکتا اور عوائق وموانع علم حاصل کرنے سے روک دیں گے۔‘‘(۲۲)

☆... ’’پیارو! ہمارے مشائخ اور بزرگوں کا یہی رویہ رہا ہے کہ وہ جمع نہیں فرماتے تھے، بلکہ جو آیا، خرچ کردیا۔ بڑے حضرت رائے پوری یعنی حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحبؒ کا طریقہ یہ رہا کہ جو آتا بس اس کو دے ڈالتے تھے، پھر کہیں سے کچھ آجاتا، فرماتے: یہ دوسرا آگیا، اس کو بھی خرچ کردیتے۔ میرے والد صاحبؒ مقروض بہت تھے، اگر کہیں سے روپے آجاتے تو اس کو قرض خواہوں کو دے دیتے اور اگر پیسے وغیرہ ہوتے تو وہ بچوں کو دے دیتے اور فرمایا کرتے تھے: جی نہیں چاہتا کہ اس مصیبت کو لے کر سوؤں اور میرے چچا جان نور اللہ مرقدہٗ نے ایک بار فرمایا کہ: بکریوں کی تجارت کروں گا، سنت ہے، چناں چہ بکریاں خرید کر مضاربت پر دے دیں، کچھ دنوں بعد جب میں دِلّی گیا تو فرمایا کہ: بکریاں تو مرگئیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں روپیہ رکتا ہی نہ تھا، یہ قدرت کی طرف سے تھا۔‘‘(۲۳)

☆…’’علم حاصل کرنے میں جو مشقت اور تکالیف آئیں، ان کو برداشت کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے جانے میں مشقت اور تکالیف برداشت کیں کہ سمندر کے اندر تک تشریف لے گئے۔‘‘(۲۴)

☆…’’سردار بننے کے بعد بھی بے فکر ہوکر نہ بیٹھنا چاہیے، بلکہ تعلیم حاصل کرے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت (سرداری) کے مل جانے کے باوجود کلیم اللہ اور نبی مرسل اور دیگر خصوصیات کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام سے علم حاصل کرنے تشریف لے گئے، جن کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔‘‘(۲۵)

☆…’’جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال ہوا کہ آپ اپنے سے زیادہ کسی کو عالم جانتے ہیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ: نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور ظاہر ہے کہ نبی کا علم اوروں سے زیادہ ہوا کرتا ہے، مگر چوں کہ انانیت اللہ کو پسند نہیں، بلکہ تواضع پسند ہے، اس لیے عتاب ہوا۔‘‘(۲۶)

☆…’’انانیت اللہ کو پسند نہیں تو اس پسند نہ ہونے کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ کہ: ’’الکبریاء ردائی‘‘ کے مطابق کبریائی اللہ کی ذات میں ہے، وہاں پستی نہیں ہے، وہاں عظمت ہی عظمت ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جہاں جو چیز نہیں ملتی، وہاں اس کی قدر ہوتی ہے، اسی لیے تواضع کی وہاں بڑی قدر ہے اور چوں کہ وہاں علو ہی علو، عظمت ہی عظمت ہے، اس لیے اس کی کوئی قدر نہیں۔خوب سن لو پیارو! جو اللہ کے لیے اپنے آپ کو ذلیل سمجھے، اس کو اللہ اور بلند فرما دیتے ہیں، ’’من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ‘‘ کا مطلب یہی ہے۔‘‘(۲۷)

☆…’’محض ذہانت پر اعتماد نہ کرے اور محنت پر بھروسہ نہ رکھے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔‘‘(۲۸)

☆…’’مشائخ کی خدمت کرنا چاہیے اور اگر اولیاء اور بزرگوں سے دعا لینا چاہتے ہو تو ان کی خوب خدمت کرو۔اور یہ اصولِ موضوعہ میں سے ہے کہ استاذ کی خدمت، اس کا احترام وغیرہ علم میں برکت کا سبب ہوتا ہے اور نافرمانی وغیرہ علم میں کمی کا باعث ہے اور والدین کا احترام وسعتِ رزق کا باعث ہے اور عدمِ احترام موجبِ تنگیِ رزق ہے۔‘‘(۲۹)

☆…’’طلبِ علم کے لیے سفر کرنا مندوب ہے۔‘‘(۳۰)

☆…’’تعلُّم کی فضیلت مسلَّم اور علم کے فضائل تسلیم مگر بقائے علم، تعلیم سے ہوتا ہے۔‘‘(۳۱)

☆…’’بقائے علم اس وقت ہوگا جبکہ اس کے موانع کو رفع کر دیا جائے۔اور ظہورِ جہل اور رفعِ علم سے بچا جائے۔‘‘(۳۲)

☆…’’تعلیم نہایت ضروری ہے، ورنہ علم اُٹھ جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔‘‘(۳۳)

☆... ''علم تدریس سے باقی رہتا ہے اور اضاعتِ علم میں اضاعتِ نفس ہے۔'' (۳۴)

☆... ''اہلِ علم کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو زرخرید نہ سمجھیں اور تنخواہوں پر نہ مریں کہ اگر تنخواہ نہ ہو تو تعلیم ہی چھوڑ دیں، بلکہ تعلیم وتدریس اللہ کے لیے ہو اور تنخواہ یہ سمجھ کر لے کہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، کفاف کے لیے لیتا ہوں، اگر تم دنیا کو ٹھوکر مارو گے تو یہ دنیا خود تمہارے قدموں میں آکر رہے گی۔'' (۳۵)

☆... ''اپنے علم پر عمل کرے، کیوں کہ دس بارہ سال میں حاصل ہونے والے علم کو ضائع کر دینا خود اپنے آپ کو ضائع کر دینا ہے۔'' (۳۶)

☆... ''اگر کوئی ایسا ہو کہ اس کو کسی خاص علم کی ضرورت نہ پڑتی ہو تو وہ اس سے اعراض نہ کرے، بلکہ اس کو حاصل کر کے دوسروں کو سکھا دے، مثلاً: مُقعَد ہے کہ اس کو جہاد کرنے کی تو طاقت نہیں اور یہ سمجھ کر کہ مجھ کو جہاد تو کرنا نہیں، پھر کیا ضرورت جہاد کا علم سیکھنے کی؟ ایسا نہ کرے، بلکہ سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے۔ اسی طرح عتاق کا مسئلہ ہندوستان میں کہ یہاں تو اس کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ترقیق قانوناً بند ہے، مگر یہ سوچ کر کہ یہاں کیا ضرورت ہے؟ ایسا نہ کرے، بلکہ سیکھے اور دوسروں کو سکھا دے اور ممکن ہے کہ آئندہ کام آجائے۔'' (۳۷)

☆... ''اگر کوئی ذی علم راستہ میں چلا جارہا ہو یا سوار ہو تو لوگوں کو اس سے مسئلہ پوچھنا جائز ہے۔'' (۳۸)

☆... ''کوئی اس حال میں مسئلہ پوچھے کہ وہ سوار ہو کر کہیں جارہا ہو تو مسئلہ بتلا دینا چاہیے۔'' (۳۹)

☆... ''قاضی اگر راستے چلتے ہوئے فیصلہ کر دے تو وہ معتبر نہیں ہوگا، بلکہ اس کو دار القضاء میں فیصلہ کرنا ضروری ہے، بخلاف فتویٰ کے کہ وہ جائز ہے۔'' (۴۰)

☆... ''امام بخاریؒ تشحیذِ اذہان بھی کرتے ہیں، وہ تمہیں محدث بنانا چاہتے ہیں اور تمہارے اندر قوتِ مطالعہ بیدار کرنا چاہتے ہیں۔'' (۴۱)

☆... ''ہاتھ اور سر کے اشارے سے نفیاً واثباتاً فتویٰ دینا تو جائز ہے، مگر قضا میں جائز نہیں۔'' (۴۲)

☆... ''اگر کوئی پورا عالم نہ ہو اور وہ تبلیغ کرے تو جائز ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو یہ فرمایا ہے: ''وأخبروهن من ورائكم '' وہ لوگ تمام دینی باتوں سے واقف نہ تھے اور ان کو صرف چار باتوں کا حکم اور چار باتوں سے منع فرما کر اس کی تبلیغ کا حکم فرما دیا۔'' (۴۳)

☆... ''اگر کوئی مسئلہ وقتی طور پر پیش آجائے اور وہاں کوئی بتلانے والا نہ ہو تو اس کے واسطے سفر کرنا واجب ہے، یہ نہ سوچے کہ ایک ہی مسئلہ تو ہے، اس کے لیے سفر کرنے کی کیا ضرورت؟۔'' (۴۴)

☆... ''اگر کوئی مشغول ہو تو اس کو علم روزانہ سیکھنا ضروری نہیں، بلکہ تناوب کرسکتا ہے۔'' (۴۵)

☆... ''اگر استاذ طلبہ سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو ان کو تنبیہ کردے، ڈانٹ دے۔''(۴۶)

☆... ''قضاء اور فتویٰ کے درمیان فرق ہے کہ اگر فتویٰ اور درس حالتِ غضب میں ہو تو جائز ہے، لیکن قضاء حالتِ غضب میں ہو تو جائز نہیں۔''(۴۷)

☆... ''رکبتین پر بیٹھنا یہ طالب علم کی ہیئت ہے کہ محدث کے سامنے اس طرح بیٹھنا چاہیے۔''(۴۸)

☆... ''ائمہ ومشائخ واساتذہ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھنا چاہیے، یہی اولیٰ وبہتر ہے۔''(۴۹)

☆... ''اعادہ وہاں ہوتا تھا، جہاں افہام کی ضرورت ہو۔''(۵۰)

☆... ''آج کل یہ مدارس بن گئے اور پھر ان میں سہولتیں کھانے پینے وغیرہ کا اہتمام ہوگیا، یہی وجہ ہے کہ یہ طالبِ علم قدر نہیں کرتے، اگر یہ سہولتیں میسر نہ ہوتیں، بلکہ اس میں مشقت اُٹھانی پڑتی تو قدر کرتے، لیکن اب تو یہ حال ہے کہ اگر پڑھانے میں بیس (۲۰) ملتے ہیں اور کھیتی میں سو (۱۰۰) تو کھیتی کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ بغیر مشقت کے حاصل ہوگیا اور اگر مشقت سے حاصل کرتے تو ہرگز یہ نہ ہوتا۔''(۵۱)

☆... '' (امام اور امیر) کو چاہیے کہ مدارس کا انتظام کریں اور ان کی تعلیم کا بندوبست کریں۔''(۵۲)

☆... ''امام اور امیر بلدہ کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کریں، کیوں کہ ہر شخص کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی رعایا یعنی اہل وعیال کو تعلیم دے۔''(۵۳)

☆... ''عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں، ذرا سی بات ان پر اثر کرجاتی ہے۔''(۵۴)

☆... ''علوم میں علم حدیث سب سے افضل واعلیٰ ہے اور بہت ہی مہتم بالشان ہے۔''(۵۵)

☆... ''جب منع وجواز میں تعارض ہوا کرتا ہے تو منع کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔''(۵۶)

☆... ''محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کتاب میں غلطی خود اس لکھنے والے کی طرف سے ہو تو اس میں اصلاح کرنا جائز نہیں، لیکن محقق طور پر یہ معلوم ہوجائے کہ یہ غلط ہے تو کیا کرے؟ اس میں دو قول ہیں: ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جب غلطی پر پہنچے تو یوں پڑھے: ''الصحیح ھکذا، وفی الکتاب ھکذا'' تاکہ ابتداءً غلط پڑھ کر ''من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہٗ من النار'' میں داخل نہ ہو۔ اور دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ پڑھتا چلا جائے اور جب غلط پڑھ چکے تو اس کے بعد فوراً ''والصحیح ھکذا'' پڑھے۔''(۵۷)

☆... ''حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے خاصۃً اور دیگر امور میں دخیل تھے عامۃً۔''(۵۸)

☆... ''تمام دھندوں کو چھوڑ کر علم میں لگ جانے سے ہی علم آتا ہے، جیسے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام چیزیں قربان کر کے ہمہ تن لگ گئے تھے۔‘‘(۵۹)

☆... ’’متعلم کو چاہیے کہ استاذ کے سامنے ادب سے خاموش رہے۔‘‘(۶۰)

☆... ’’جب استاذ کچھ بیان کرے تو پوری توجہ کے ساتھ اس کی باتوں کو سنے، تا کہ کوئی بات سننے سے باقی نہ رہے۔‘‘(۶۱)

☆... ’’اگر کوئی عالم بات کہہ رہا ہو تو لوگوں کو اس کے سننے کے لیے خاموش کیا جاسکتا ہے، اس سے اجلال العلماء معلوم ہوا۔‘‘(۶۲)

☆... ’’جب کسی سے پوچھا جائے کہ کون اعلم ہے؟ تو ’’**اللّٰہ أعلم**‘‘، یا ’’**فوق کل ذی علم علیم**‘‘ کہہ دے، یہ نہ کہے کہ لوگوں کی نظر مجھ پر ہی پڑتی ہے، جیسے گیدڑی سے اس کے بچے نے پوچھا کہ: اماں پری کسے کہیں؟ تو اس نے کہا: چپ چپ! لوگوں کی نگاہ مجھ پر ہی ہے۔‘‘(۶۳)

☆... ’’اپنے آپ کو بڑا علامہ نہ سمجھے، جبکہ اللہ نے اتنے بڑے نبی کے متعلق یہ پسند نہیں فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو اَعلم کہیں، تو اوروں کا کیا منہ ہے۔‘‘(۶۴)

☆... ’’رمی جمار کے وقت سوال کرنا اور فتویٰ پوچھنا جائز ہے۔‘‘(۶۵)

☆... ’’علم کا مرتبہ ذکر اللہ سے مقدم ہے، لہٰذا اگر کوئی رمی جمار وغیرہ کے وقت مسئلہ پوچھے تو ذکر قطع کر کے جواب دے دے، بعض جاہل صوفیہ کی طرح نہیں کہ سورج تو طلوع ہونے والا ہے اور وہ اپنے اوراد میں مشغول ہیں، اب اگر ان سے کوئی وقت پوچھتا ہے تو زبان سے تو بتلاتے نہیں، انگلی سے اشارہ کرتے ہیں، فرمایا: حالاں کہ وظیفہ وغیرہ کے دوران مسئلہ بتانے سے وظیفہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔‘‘(۶۶)

☆... ’’جب کوئی طالب علم لائق ہوتا ہے تو وہاں اولا د وغیرہ کو نہیں دیکھا جاتا۔‘‘(۶۷)

☆... ’’اگر استاذ کسی ذہین وفطین شاگرد کو کوئی خاص وقت دے دے یا کسی خاص جماعت کو کوئی خاص وقت عنایت فرمادے کہ وہ اس وقت استفادہ کرایا کریں تو یہ جائز ہے اور یہ تخصیصِ علم اور کتمانِ علم میں داخل نہیں اور دوسروں کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں، جیسے امام ابوحنیفہؒ کی دو مجلسیں ہوا کرتی تھیں: ایک عمومی، اس میں ہر کوئی بیٹھ سکتا تھا۔ دوسری خصوصی، اس میں وہ لوگ شریک ہو سکتے تھے جو حافظ ہوں۔‘‘(۶۸)

☆... ’’اکثر علمائ موالی اور عتقاء تھے، سارے سادات ہی نہیں تھے۔‘‘(۶۹)

☆... ’’حیا ہر جگہ محمود ہے، مگر علم میں اس کو مانع نہ ہونا چاہیے۔‘‘(۷۰)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں طالب علم اور علم پر عمل کرنے والا بنائے، آمین۔

حوالہ جات

۱:-تقریر بخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما، ج:۱ص:۶، مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد، کراچی
۲:-ایضاً، باب طرح الامام المسئلۃ، ج:۱،ص:۸ ۳:-ایضاً، باب طرح الامام المسئلۃ، ج:۱،ص:۸

۴:- ایضاً، باب طرح الامام المسئلۃ، ج:۱،ص:۹

۵:- ایضاً، باب القراءۃ والعرض علی المحدث، ج:۱،ص:۱۰

۶:- ایضاً، باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس :ص:۱۲

۷:- ایضاً، باب قول النبی ﷺ: رب مبلغ، ج:۱،ص:۱۴

۸:- ایضاً، باب قول النبی ﷺ: رب مبلغ، ج:۱،ص:۱۴

۹:- ایضاً، باب قول النبی ﷺ: رب مبلغ، ج:۱،ص:۱۴

۱۰:- ایضاً، باب العلم قبل القبول والعمل، ج:۱،ص:۱۵

۱۱:- ایضاً، باب العلم قبل القبول والعمل :ایضا:۱۵

۱۲:- ایضاً، باب العلم قبل القبول والعمل، ج:۱،ص:۱۵

۱۳:- ایضاً، باب العلم قبل القبول والعمل، ج:۱،ص:۱۵

۱۴:- ایضاً، باب العلم قبل القبول والعمل، ج:۱،ص:۱۵

۱۵:- ایضاً، باب ما کان النبی ﷺ یتخولہم، ج:۱،ص:۱۶

۱۶:- ایضاً، باب من جعل لاہل العلم، ج:۱،ص:۱۶

۱۷:- ایضاً، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین، ج:۱،ص:۱۶

۱۸:- ایضاً، باب الفہم فی العلم، ج:۱،ص:۱۶

۱۹:- ایضاً، باب الفہم فی العلم، ج:۱،ص:۱۶

۲۰:- ایضاً، باب الفہم فی العلم، ج:۱،ص:۱۷

۲۱:- ایضاً، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، ج:۱،ص:۱۷

۲۲:- ایضاً، ج:۱،ص:۱۷

۲۳:- ایضاً، ج:۱،،ص:۱۷-۱۸

۲۴:- ایضاً، باب ما ذکر فی ذہاب موسیٰ علیہ السلام، ج:۱،ص:۱۹

۲۵:- ایضاً، باب ما ذکر فی ذہاب موسیٰ علیہ السلام، ج:۱،ص:۱۹

۲۶:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۰

۲۷:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۰

۲۸:- ایضاً، باب قول النبی ﷺ، ج:۱،ص:۲۰

۲۹:- ایضاً، باب قول النبی ﷺ، ج:۱،ص:۲۱

۳۰:- ایضاً، باب الخروج فی طلب العلم، ج:۱،ص:۲۱

۳۱:- ایضاً، باب فضل من علم وعلم، ج:۱،ص:۲۲

۳۲:- ایضاً، باب رفع العلم وظہور الجہل، ج:۱،ص:۲۳

۳۳:- ایضاً، باب رفع العلم وظہور الجہل، ج:۱،ص:۲۳

۳۴:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۳

۳۵:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۳

۳۶:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۳

۳۷:- ایضاً، باب فضل العلم، ج:۱،ص:۲۴

۳۸:- ایضاً، باب الفتیا وہو واقف علی الدابۃ وغیرہا، ج:۱،ص:۲۵

۳۹:- ایضاً، باب الفتیا وہو واقف علی الدابۃ وغیرہا، ج:۱،ص:۲۵

۴۰:- ایضاً، باب الفتیا وہو واقف علی الدابۃ وغیرہا، ج:۱،ص:۲۵

۴۱:- ایضاً، ج:۱،ص:۲۵

۴۲:- ایضاً، باب من أشار الفتیا باشارۃ الید والرأس، ج:۱،ص:۲۶

۴۳:- ایضاً، باب تحریض النبی ﷺ، ج:۱،ص:۲۷

۴۴:- ایضاً، باب الرحلۃ فی المسئلۃ النازلۃ، ج:۱،ص:۲۸

۴۵:- ایضاً، باب التناوب فی العلم، ج:۱،ص:۲۸

۴۶:- ایضاً، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رأی ما یکرہ، ج:۱،ص:۲۹

۴۷:- ایضاً، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رأی ما یکرہ، ج:۱،ص:۲۹

۴۸:- ایضاً، ج:۱،ص:۳۰

۴۹:- ایضاً، باب من برک علی رکبتیہ عند الامام او المحدث، ج:۱،ص:۳۰

۵۰:- ایضاً، باب من أعاد الحدیث ثلاثا لیفہم، ج:۱،ص:۳۰

۵۱:- ایضاً، ج:۱،ص:۳۲

۵۲:- ایضاً، باب عظۃ الامام النساء وتعلیمہن، ج:۱،ص:۳۲

۵۳:- ایضاً، باب عظۃ الامام النساء وتعلیمہن، ج:۱،ص:۳۲

۵۴:- ایضاً، باب عظۃ الامام النساء وتعلیمہن، ج:۱،ص:۳۲

۵۵:- ایضاً، باب الحرص علی الحدیث، ج:۱،ص:۳۳

۵۶:- ایضاً، باب کتابۃ العلم، ج:۱،ص:۳۸

۵۷:- ایضاً، ج:۱،ص:۴۰

۵۸:- ایضاً، ج:۱،ص:۴۳

۵۹:- ایضاً، باب حفظ العلم، ج:۱ص:۴۶

۶۰:- ایضاً، باب الانصات للعلماء، ج:اص:۴۸

۶۱:- ایضاً، باب الانصات للعلماء، ج:۱،ص:۴۸

۶۲:- ایضاً، باب الانصات للعلماء، ج:۱،ص:۴۸

۶۳:- ایضاً، باب ما یستحب للعالم، ج:۱،ص:۴۸-۴۹

۶۴:- ایضاً، باب ما یستحب للعالم، ج:۱،ص:۴۹

۶۵:- ایضاً، باب السؤال والفتیا عند رمی الجمار، ج:۱،ص:۴۹

۶۶:- ایضاً، باب السؤال والفتیا عند رمی الجمار، ج:۱،ص:۴۹

۶۷:- ایضاً، باب من ترک بعض الاختیار، ج:۱،ص:۵۰

۶۸:- ایضاً، باب من ترک بعض الاختیار، ج:۱،ص:۵۱

۶۹:- ایضاً، باب من ترک بعض الاختیار، ج:۱،ص:۵۱

۷۰:- ایضاً، باب الحیاء فی العلم، ج:۱،ص:۵۲